# درود و سلام

سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں[۱]۔ اے لوگو! جو ایمان
لائے ہو، تم بھی ان پر درود و سلام[۲] بھیجو۔

[۱] اللہ کی طرف سے اپنے نبی پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپؐ پر بے حد مہربان ہے۔ آپؐ کی تعریف فرماتا ہے، آپؐ کے کام میں برکت دیتا ہے، آپؐ کا نام بلند کرتا ہے، اور آپؐ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے ملائکہ کی طرف سے آپؐ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپؐ سے غایت درجے کی محبّت رکھتے ہیں اور آپؐ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپؐ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے، آپؐ کے دین کو سربلند کرے، آپؐ کی شریعت کو فروغ بخشے، اور آپؐ کو مقامِ محمود پر پہنچائے، سیاق و سباق پر نگاہ ڈالنے سے صاف محسوس ہو جاتا ہے کہ اس سلسلۂ بیان میں یہ بات کس لیے ارشاد فرمائی گئی ہے۔ وقت وہ تھا۔ جب دشمنانِ اسلام اس دینِ مبین کے فروغ پر اپنے دل کی جلن نکالنے

کے لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ کر رہے تھے اور اپنے نزدیک یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح کیچڑ اچھال کر وہ آپؐ کے اس اخلاقی اثر کو ختم کر دیں گے جس کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کے قدم روز بروز بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ان حالات میں یہ آیت نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو یہ بتایا کہ کفار و مشرکین اور منافقین میرے نبی کو بدنام کرنے اور نیچا دکھانے کی جتنی چاہیں کوشش کر دیکھیں آخر کار وہ منہ کی کھائیں گے۔ اس لیے کہ میں اس پر مہربان ہوں اور ساری کائنات کا نظم و نسق جن فرشتوں کے ذریعے سے چل رہا ہے وہ سب اس کے حامی اور ثنا خواں ہیں۔ وہ اس کی مذمت کر کے کیا پا سکتے ہیں جبکہ میں اس کا نام بلند کر رہا ہوں اور میرے فرشتے اس کی تعریفوں کے چرچے کر رہے ہیں۔ وہ اپنے اوچھے ہتھیاروں سے اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ جبکہ میری رحمتیں اور برکتیں اس کے ساتھ ہیں اور میرے فرشتے شب و روز دعا کر رہے ہیں کہ رب العٰلمین، محمدؐ کا مرتبہ اور زیادہ اونچا کر اور اس کے دین کو اور زیادہ فروغ دے۔

ؔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ "اے لوگو

جن کو محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت راہِ راست نصیب ہوئی ہے، تم ان کی قدر پہچانو اور ان کے احسانِ عظیم کا حق ادا کرو۔ تم جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے اس شخص نے تمہیں علم کی روشنی دی۔ تم اخلاق کی پستیوں میں گرے ہوئے تھے۔ اس شخص نے تمہیں اٹھایا اور اس قابل بنایا کہ آج محسودِ خلائق بنے ہوئے ہو۔ تم وحشت اور حیوانیت میں مبتلا تھے۔ اس شخص نے تم کو بہترین انسانی تہذیب سے آراستہ کیا۔ کفر کی دنیا اسی لیے اس شخص پر خار کھا رہی ہے کہ اس نے یہ احسانات تم پر کیے، ورنہ اس نے کسی کے ساتھ ذاتی طور پر کوئی برائی نہ کی تھی اس لیے اب تمہاری احسان شناسی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جتنا بغض وہ اس خیر مجسمؐ کے خلاف رکھتے ہیں اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ محبت تم اس سے رکھو، جتنی وہ اس سے نفرت کرتے ہیں اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کے گرویدہ ہو جاؤ۔ جتنی وہ اس کی مذمت کرتے ہیں اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کی تعریف کرو، جتنے وہ اس کے بدخواہ ہیں اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کے خیر خواہ بنو اور اس کے حق میں وہی دعا کرو جو اللہ کے فرشتے

شب و روز اس کے لیے کر رہے ہیں کہ اے رب دو جہاں جس طرح تیرے نبیؐ نے ہم پر بے پایاں احسانات فرمائے ہیں تو بھی ان پر بے حد و حساب رحمت فرما، ان کا مرتبہ دنیا میں بھی سب سے زیادہ بلند کر اور آخرت میں بھی انہیں تمام مقربین سے بڑھ کر تقرب عطا فرما،

اس آیت میں مسلمانوں کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک صَلُّوْا عَلَیْہِ دوسرے سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ صلوٰۃ کا لفظ جب علیٰ کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے تین معنی ہوتے ہیں ۔ ایک کسی پر مائل ہونا۔ اس کی طرف محبّت کے ساتھ متوجہ ہونا اور اس پر جھکنا۔ دوسرے کسی کی تعریف کرنا۔ تیسرے کسی کے حق میں دعا کرنا ۔ یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جائے گا تو ظاہر ہے کہ تیسرے معنی میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاً ناقابلِ تصوّر ہے۔ اس لیے لامحالہ وہ صرف پہلے دو معنوں میں ہوگا۔ لیکن جب یہ لفظ بندوں کے لیے بولا جائے گا، خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان ، تو وہ تینوں معنوں میں ہوگا۔ اس میں محبّت کا مفہوم بھی ہوگا، مدح وثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کا مفہوم بھی ، لہٰذا اہلِ ایمان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلّم کے حق میں صَلُّوْا عَلَیْہِ کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے گرویدہ

ہوجاؤ۔ ان کی مدح وثنا کرو اور ان کے لیے دعا کرو۔

سلام کا لفظ بھی ذو معنی رکھتا ہے۔ ایک ہر طرح کی آفات اور نقائص سے محفوظ رہنا جس کے لیے ہم اردو میں سلامتی کا لفظ بولتے ہیں۔ دوسرے صلح اور عدم مخالفت۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کہنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم ان کے حق میں کامل سلامتی کی دُعا کرو، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم پوری طرح دل وجان سے ان کا ساتھ دو۔ ان کی مخالفت سے پرہیز کرو۔ اور ان کے سچّے فرماں بردار بن کر رہو۔

یہ حکم جب نازل ہوا تو متعدد صحابہؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ سلام کا طریقہ تو آپؐ ہمیں بتا چکے ہیں (یعنی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور ملاقات کے وقت اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کہنا) مگر آپؐ پر صلوٰۃ بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سے لوگوں کو مختلف مواقع پر جو درود سکھائے ہیں وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

کعب بن عجرہؓ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یہ درود تھوڑے سے لفظی اختلافات کے ساتھ حضرت کعب بن عجرہؓ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، امام احمد، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

ابن عباسؓ: ان سے بھی بہت خفیف فرق کے ساتھ وہی درود مروی ہے جو اوپر نقل ہوا ہے۔ (ابن جریر)

ابوحمید ساعدیؓ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(مالک، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ابومسعود بدریؓ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ

مَّجِیْدٌ۔

(مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد، ابن جریر، ابن حبّان، حاکم)

ابوسعید خدری رضؓ:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ۔

(احمد، بخاری، نسائی، ابن ماجہ)

بریدۃ الخزاعی رضؓ:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (احمد، عبد بن حمید، ابن مردویہ)

ابوہریرہ رضؓ:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (نسائی)

طلحہ رضؓ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ابن جریر)

یہ تمام درود الفاظ کے اختلاف کے باوجود معنی میں متفق ہیں اِن کے اندر چند اہم نکات ہیں جنہیں اچھّی طرح سمجھ لینا چاہیے۔

اوّلاً:۔ ان سب میں حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے خدا، تو محمدؐ پر درود بھیج۔ نادان لوگ جنہیں معنی کا شعور نہیں ہے اس پر فوراً یہ اعتراض جڑ دیتے ہیں کہ یہ تو عجیب بات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تو ہم سے فرما رہا ہے کہ تم میرے نبیؐ پر درود بھیجو، مگر ہم الٹا اللہ سے کہتے ہیں کہ تو درود بھیج۔ حالانکہ دراصل اس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ تم مجھ پر "صلوٰۃ" کا حق ادا کرنا چاہو بھی تو نہیں کر سکتے۔ اس لیے اللہ ہی سے دُعا کرو کہ وہ مجھ پر "صلوٰۃ" فرمائے۔ ظاہر بات ہے کہ ہم حضورؐ کے مراتب بلند نہیں کر سکتے، اللہ ہی بلند کر سکتا ہے۔ ہم حضورؐ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے، اللہ ہی ان کا اجر دے سکتا ہے۔ ہم حضورؐ کے رفعِ ذکر کے لیے اور آپؐ کے دین کو فروغ دینے کے لیے خواہ کتنی ہی کوششیں کریں، اللہ کے فضل اور اس کی توفیق و تائید کے بغیر اُس میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ حضورؐ کی محبت و عقیدت بھی ہمارے دل میں اللہ ہی کی

مدد سے جاگزیں ہو سکتی ہے۔ ورنہ شیطان نہ معلوم کتنے وساوس دل میں ڈال کر ہمیں آپؐ سے منحرف کر سکتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ۔ لہٰذا حضورؐ پر صلوٰۃ کا حق ادا کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ اللہ سے آپؐ پر صلوٰۃ کی دعا کی جائے۔ جو شخص اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتا ہے وہ گویا اللہ کے حضور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ خدایا، تیرے نبیؐ پر صلوٰۃ کا جو حق ہے اسے ادا کرنا میرے بس میں نہیں ہے تو ہی میری طرف سے اس کو ادا کر اور مجھ سے اس کے ادا کرنے میں جو خدمت چاہے لے لے۔

ثانیاً: حضورؐ کی شان کرم نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ تنہا اپنی ہی ذات کو اس دعا کے لیے مخصوص فرمالیں، بلکہ اپنے ساتھ اپنی آل اور ازواج اور ذریت کو بھی آپؐ نے شامل کر لیا۔ ازواج اور ذریت کے معنی تو ظاہر ہیں۔ رہا آل کا لفظ، تو وہ محض حضورؐ کے خاندان والوں کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس میں وہ سب لوگ آجاتے ہیں جو آپؐ کے پیرو ہوں۔ اور آپؐ کے طریقے پر چلیں۔ عربی لغت کی رو سے آل اور اہل میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کی آل وہ سب لوگ سمجھے جاتے ہیں جو اس کے ساتھی مددگار اور متبع ہوں، خواہ وہ اس کے

رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں اور کسی شخص کے اہل وہ سب لوگ کہے جاتے ہیں جو اس کے رشتہ دار ہوں، خواہ وہ اس کے ساتھی اور متبع ہوں یا نہ ہوں۔ قرآن مجید میں ۱۴ مقامات پر آلِ فرعون کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ان میں سے کسی جگہ بھی آل سے مراد محض فرعون کے خاندان والے نہیں ہیں بلکہ وہ سب لوگ ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں اس کے ساتھی تھے (مثال کے طور پر ملاحظہ ہو سورۃ بقرہ آیات ۴۹ - ۵۰، آل عمران ۱۱، الاعراف ۱۳۰، المومن ۴۶) پس آلِ محمد صلعم سے ہر وہ شخص خارج ہے جو محمدؐ کے طریقے پر نہ ہو، خواہ وہ خاندانِ رسالت ہی کا ایک فرد ہو اور اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو حضورؐ کے نقش قدم پر چلتا ہو، خواہ وہ حضورؐ سے کوئی دور کا بھی نسبی تعلق نہ رکھتا ہو، البتہ خاندانِ رسالت کے وہ افراد بدرجۂ اولیٰ آلِ محمدؐ ہیں جو آپؐ سے نسبی تعلق بھی رکھتے ہیں اور آپؐ کے پیرو بھی ہیں۔

ثالثاً: ہر درود جو حضورؐ نے سکھایا ہے اس میں یہ بات ضرور شامل ہے کہ آپؐ پر ویسی ہی مہربانی فرمائی جائے، جیسی ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر فرمائی گئی ہے اس مضمون کو سمجھنے میں لوگوں کو بڑی مشکل پیش آئی ہے اس کی مختلف تاویلیں علماء نے کی ہیں۔ مگر کوئی تاویل دل کو نہیں لگتی۔ میرے نزدیک صحیح تاویل یہ ہے (والعلم عند اللہ) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت

ابراہیمؑ پر ایک خاص کرم فرمایا ہے جو آج تک کسی پر نہیں فرمایا اور وہ یہ ہے
کہ تمام وہ انسان جو نبوّت اور وحی اور کتاب کو ماخذِ ہدایت مانتے ہیں وہ
حضرت ابراہیمؑ کی پیشوائی پر متفق ہیں، خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا
یہودی، لہٰذا نبیؐ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو اللہ
تعالیٰ نے تمام انبیاء کے پیرودں کا مرجع بنایا ہے اسی طرح مجھے بھی بنادے
اور کوئی ایسا شخص جو نبوّت کا ماننے والا ہو میری نبوّت پر ایمان لانے سے
محروم نہ رہ جائے۔

یہ امر کہ حضورؐ پر درود بھیجنا سنّتِ اسلام ہے، جب آپؐ کا نام آئے
اس کا پڑھنا مستحب ہے اور خصوصاً نماز میں اس کا پڑھنا مسنون ہے اس
پر تمام اہلِ علم کا اتّفاق ہے۔ اس امر پر بھی اجماع ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ
حضورؐ پر درود بھیجنا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں اس
کا حکم دیا ہے لیکن اس کے بعد درود کے مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف
پایا جاتا ہے۔

امام شافعیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں آخری مرتبہ جب آدمی
تشہد پڑھتا ہے اس میں صلوٰۃ علی النبیؐ پڑھنا فرض ہے اگر کوئی شخص نہ
پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔ صحابہؓ میں سے ابن مسعودؓ، ابو مسعودؓ انصاری، ابن عمرؓ

اور جابرؓ بن عبداللہ، تابعین میں سے شعبیؒ، امام محمدؒ، باقرؒ، محمد بن کعب قرظیؒ اور مقاتلؒ بن حیان اور فقہا میں اسحاقؒ بن راہویہ کا بھی یہی مسلک تھا اور آخر میں امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اسی کو اختیار کر لیا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ درود عمر میں صرف ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ یہ کلمۂ شہادت کی طرح ہے کہ جس نے ایک مرتبہ اللہ کی الٰہیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر لیا اس نے فرض ادا کر دیا۔ اسی طرح جس نے ایک بار درود پڑھ لیا وہ فریضۂ صلوٰۃ علی النبیؐ سے سبکدوش ہو گیا اس کے بعد نہ کلمہ پڑھنا فرض ہے، نہ درود۔

ایک اور گروہ نماز میں اس کا پڑھنا مطلقاً واجب قرار دیتا ہے مگر تشہد کے ساتھ اس کو مقید نہیں کرتا۔

ایک دوسرے گروہ کے نزدیک ہر دُعا میں اس کا پڑھنا واجب ہے کچھ اور لوگ اس کے قائل ہیں کہ جب بھی حضورؐ کا نام آئے، درود پڑھنا واجب ہے اور ایک گروہ کے نزدیک ایک مجلس میں حضورؐ کا ذکر خواہ کتنی ہی مرتبہ آئے، درود پڑھنا بس ایک دفعہ واجب ہے۔

یہ اختلافات صرف وجوب کے معاملہ میں ہیں، باقی رہی درود کی

فضیلت اور اس کا موجب اجر و ثواب ہونا اور اس کا ایک بہت بڑی نیکی ہونا، تو اس پر ساری امّت متفق ہے۔ اس میں کسی ایسے شخص کو کلام نہیں ہوسکتا جو ایمان سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو۔ درود تو فطری طور پر ہر اس مسلمان کے دل سے نکلے گا، جسے یہ احساس ہو کہ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ اسلام اور ایمان کی جتنی قدر انسان کے دل میں ہوگی اتنی ہی زیادہ قدر اس کے دل میں نبیؐ کے احسانات کی بھی ہوگی۔ اور جتنا زیادہ آدمی ان احسانات کا قدر شناس ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ حضورؐ پر درود بھیجے گا۔ پس درحقیقت کثرتِ درود ایک پیمانہ ہے جو ناپ کر بتا دیتا ہے کہ دینِ محمدؐ سے ایک آدمی کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اور نعمتِ ایمان کی کتنی قدر اس کے دل میں ہے۔ اسی بنا پر نبیؐ نے فرمایا کہ مَنْ صَلّٰی علیّ صلوٰۃ لم تزل الملئکۃ تصلّی علیہ ما صلّی علیّ (احمد و ابن ماجہ) "جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ ملائکہ اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہے" من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشراً (مسلم) "جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے" اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علیّ صلوٰۃ (ترمذی) "قیامت کے روز میرے ساتھ رہنے کا سب سے زیادہ

مستحق وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔" البخیل الذی ذکرت عندہ فلم یصلّ علیّ (ترمذی) "بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔

نبیؐ کے سوا دوسروں کے لیے اللّٰھم صلّ علی فلان، یا صلّی اللہ علیہ وسلم، یا اسی طرح کے دوسرے الفاظ کے ساتھ صلوٰۃ جائز ہے یا نہیں، اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، ایک گروہ جس میں قاضی عیاضؒ سب سے زیادہ نمایاں ہیں اسے مطلقاً جائز رکھتا ہے۔ ان لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خود غیر انبیاء پر صلوٰۃ کی متعدد مقامات پر تصریح کی ہے۔ مثلاً اُولٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ (البقرہ: ۱۵۷) خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ (التوبہ: ۱۰۳) هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ (الاحزاب: ۴۳)

اسی طرح نبیؐ نے بھی متعدد مواقع پر لفظ صلوٰۃ کے ساتھ غیر انبیاء کو دعا دی ہے۔ مثلاً ایک صحابیؓ کے لیے آپؐ نے دُعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اٰلِ اَبِی اَوۡفٰی حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی بیوی کی درخواست پر فرمایا: صَلَّی اللہُ عَلَیۡكِ وَعَلٰی زَوۡجِكِ جو لوگ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتے ان کے

حق میں آپؐ فرماتے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھِمْ حضرت سعدؓ بن عبادہ کے حق میں آپؐ نے فرمایا: اللھم اجعل صلوتك و رحمتك علی اٰل سعد بن عبادۃ۔ اور مومن کی روح کے متعلق حضورؐ نے خبر دی کہ ملائکہ اس کے حق میں دعا کرتے ہیں: صلی اللہ علیك وعلیٰ جسدك۔ لیکن جمہور امت کے نزدیک ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کے لیے تو درست تھا مگر ہمارے لیے درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب یہ اہلِ اسلام کا شعار بن چکا ہے کہ وہ صلوٰۃ وسلام کو انبیاء علیہم السلام کے لیے خاص کرتے ہیں، اس لیے غیر انبیاء کے لیے اس کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اسی بناء پر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ایک مرتبہ اپنے ایک عامل کو لکھا تھا کہ "میں نے سنا ہے کہ کچھ واعظین نے یہ نیا طریقہ شروع کیا ہے کہ وہ صلوٰۃ علی النبیؐ کی طرح اپنے سرپرستوں اور حامیوں کے لیے بھی صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرنے لگے ہیں۔ میرا یہ خط پہنچنے کے بعد ان لوگوں کو اس فعل سے روک دو اور انہیں حکم دو کہ وہ صلوٰۃ کو انبیاء کے لیے مخصوص رکھیں اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں دُعا پر اکتفاء کریں" (روح المعانی) اکثریت کا یہ مسلک بھی ہے کہ حضورؐ کے سوا کسی نبی کے لیے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا استعمال درست نہیں ہے۔ صَلّے اللہ علیہ وَسَلّم